فریادِ جرس

یعنی

سید غلام بھیک صاحب نیرنگ بی اے وکیل انبالہ کی نظم

جو

انجمن حمایت اسلام لاہور کے تیتیسویں سالانہ جلسے میں پڑھی گئی

اور

مصنف ممدوح سے تحریری اجازت حاصل کر کے

مینیجر مرغوب ایجنسی لاہور

نے

[illegible] سٹیم پریس لاہور میں طبع کروایا۔

قیمت

بار دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فریادِ جرس

جوش پر ہے پھر جنونِ کارفرمانہ نوں
پھر وہی دست و گریباں کا ہے قصہ اندنوں
موسمِ گل کی مچی ہے آمد آمد سو بہ سو
ایک ہو گا رنگِ باغ و کوہ و صحرا اندنوں
کونپلوں نے سر نکالا خشک پتے جھڑ گئے
جس شجر کو دیکھئے پلٹی ہے کایا اندنوں

سانپ کی سی کینچلی رُوئے زمیں کی جھڑ گئی
شاہدِ گیتی نے پھر جوبن نکالا اندنوں
پھر اُبل پڑنے کو ہیں مُرغِ چمن کے زمزمے
ہے لبِ گُل پر تبسّم کا تقاضا اندنوں
پھر وہی ہم ہیں۔ وہی شورش۔ وہی ہنگامہ ہا
ایک ہو جانے کو ہے پھر کوہ و صحرا اندنوں،
پھر بلاوے آرہے ہیں دشت وحشت سے مجھے
پھر قدم چومیگا میرے خارِ صحرا اندنوں،

پھر رہینِ نشۂ خمخانۂ یثرب ہوں میں
جام میں ہے بادۂ سرجوشِ بطحا اندنوں
نرگسِ ساقی سحر کی جاگتی ہے پھر چشمِ نگاہ
پھر رہیگا شغلِ ناؤ جام و مینا اندنوں
پھر حَیَاتُ الْاَرْضِ بَعْدَ الْمَوْتْ کے ساماں ہوئے
پھر اُفق سے ابرِ دریا بار اُٹھّا اِندنوں،
بعد مدّت ہمتوں کو پھر ہے انکار محال
مشکلوں کو سہل کرکے ہے دکھانا اِندنوں

جسمِ مردہ میں عرب کر ڈال دی تھی جس نے جاں
قُم باذنِ اللہ گو ہے وہ مسیحا اندنوں،
جہل کے سائے میں جو قرنوں سے گہنایا رہا
پھر چمک اُٹھیگا وہ سورج ہمارا اندنوں
دلبرِ تعلیم سے مُسلم کی پھر آنکھیں لڑیں
تازہ ہوگا ماجرائے قیس و لیلیٰ اندنوں
ربِّ زِدْنی کی دُعا ہے علم ہی کے واسطے
ہمکو ہی منظور اس سیفی کا رٹنا اندنوں
آدمیت علم ہے اقبال و دولت علم ہے

مختصر یہ ہے حیاتِ قوم و ملّت علم ہے
لاکھ انساں فکرِ عیش و دولت و ثروت کرے

بے نتیجہ ہے اگر تعلیم سے غفلت کرے
علم پر قایم ہے بنیادِ فلاحِ دو جہاں

گھر بنا نا ہو جسے بنیاد پر محنت کرے
علم سے صحرا نشیں بنتا ہی اُستادِ جہاں

علم وہ اکسیر ہے جو قلبِ ماہیت کرے
گو فدائی قوم کے ہیں اس زمانے میں بہت

دوست وہ ہی قوم کا جو علم کی خدمت کرے

اپنی ہنڈیا کی منانا خیر کچھ مشکل نہیں
مرد وہ ہے جو کسی بھائی کی کچھ خدمت کرے

مشکلوں کے کوہ۔ پانی بنکے بہ جاتے ہیں سب
بات ہی کیا ہے اگر انساں ذرا ہمّت کرے

کامیابی ہے یقینی جہدِ صادق کے لئے
کیسی ناکامی جو دل سے کام کی نیّت کرے؟

زندگی کشمکش کا رنگ ہی اب اور ہے
جس کو جینا ہے وہ ترکِ بالشِ راحت کرے

انفرادی زندگی کے دن گئے اب وقت ہے
قوم پھر پیدا وہ اگلی روحِ جمعیت کرے،
اکّا دکّا رہ کے اب دنیا میں جینا ہے محال
جس کو اپنی فکر ہو وہ فکرِ یک امت کرے
اب زمانے کو نہیں یک لمحہ تابِ انتظار
جس کسی کو کچھ بھی کرنا ہے ابھی ساعت کرے
منزلوں آگے چلے جاتے ہیں یارانِ وطن
چاہئے مسلم کو بھی کچھ شرم کچھ غیرت کرے

مزرعِ صد آرزو ہے قوم کی ہر درس گاہ
ان کو جو سینچے خدا اُس ہاتھ پر رحمت کرے!
کر دیا ثابت عمل سے اپنے یہ سجّاد نے
قوم کا سردار وہ جو قوم کی خدمت کرے
کیوں نہ ہو آخر تو ہے رستم کا فرزندِ رشید
کیوں نہ زندہ پھر وہ اُس مرحوم کی سُنّت کرے
فیض ہو خلقِ خدا کو لطفِ دولت ہے یہی
کام لوگوں کے بنیں شانِ ریاست ہے یہی

نیرنگ

رباعیات سرمد

سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی ڈیڑھ سو کچھ اوپر رباعیں جو نہایت تلاش سے دستیاب ہوئی ہیں مع انکے حالاتِ زندگی کے بڑے اہتمام اور خوبی سے بہ قلم جلی خوشخط۔ سفید چکنے دبیز کاغذ پر چھپ گئی ہیں۔ تصوّف کی نے ان پُر معنیٰ رباعیوں کی جان کر جو انہیں موجود ہے۔ اِس قدر ضخامت اور عمدگی کے باوجود قیمت مجلّد عہ ہر۔ ضرور منگائیں*

رباعیاتِ اردو

اس مجموعہ میں میرؔ انیس۔ مرزا دبیرؔ۔ مولٰنا حالیؔ۔ اور حضرت اکبرؔ کی چیدہ چیدہ اُردو رباعئیں درج ہیں۔ یہ اصحاب صنفِ رباعی میں نامور اُستاد مانے گئے ہیں۔ یہ رُباعیات موجودہ زمانہ کے مذاق کے موافق انتخاب کی گئی ہیں باطنی خوبیوں کے علاوہ ظاہری محاسن کالحاظ رکھا گیا ہے۔ قیمت مجلّد ۱۴ *

مرغوب ایجنسی لاہور

فہرست کتب مفت